قرون وسطی میں مصر سے ملتان تک قرامطہ کے سیاسی و مذہبی اثرات

Political and Religious effects of Qramatha, Egypt to Multan in the middle Ages

سہیل اختر[1] *، ڈاکٹر عبدالرزاق[2] **

ABSTRACT

With the decline of strong Muslim Khilafate various sect-arian based movements proved a serious danger for the Muslim world. Qramtah movement was most famous among them. During the latter period of Abbassid Khila-fate, Qaramtah appeared very stron-gly. They had a strong hold in different part of Islamic state. Bahrin was their strong head quarter and then they spread all around in state especially in rural areas. They defeated a large and powerful army of Khalifa with a small army severl time.Qramtah killed a millions of innocent Muslims. They captured Makkah and disgrced "Bait Ullah" and banned Haj for almost 20 years. They propagated their philos-ophy and beliefs in all over the Muslim world by force. Qramtah also established a strong government in Multan after the departure of Muhammad bin Qasim. Jalam bin Shaban was a famous Qramtian ruler of Multan In 1004 A.D. when Mehmood Ghaznavi came in Multan at that time Abul Fatih Dawud Qramti was the ruler of Multan Mehmood arrested him and destroyed the power of Qramtah in Multan.Qramtah continued serious unrest in Islamic world for four centuries.This movement effected badly the Muslim world and they have become politically weak against their political rival Chistainity.

* Lecturer in History, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

** Lecturer Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

قرامطہ کا آغاز وارتقاء:

تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کو جہاں کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا وہیں کئی فتنے بھی ظاہر ہوئے جن میں کبھی فتنہ ارتداد تو کبھی منکرین زکواۃ اور کبھی خوارج نے امت کو بدحال کر دیا مگر جب خلافت اسلامیہ کے زوال وانحطاط کا دور آیا تو اس کے بعد ان تمام میں نہایت ہی خوفناک، کرب انگیز، وحشت ناک اور سفاکیت سے بھرپور کردار قرامطہ کا بھی ہے جنہوں نے اسلام کے لبادہ میں خود اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجاڈالی۔ یہ فرقہ مشرق سے لیکر مغرب تک عالم اسلام کے انتشار، ان کی تباہی وبربادی اور مسلمانوں کے لئے خوف کی علامت بن گیا اس فتنے کے ہاتھوں عام لوگ ہی نہیں بلکہ علماء وفضلاء کا قتل عام ہوا، اپنے عقائد کے برعکس چلنے والوں کو جان سے ماردینا انکے ایمان کا حصہ تھا یہی وجہ ہے کہ امت کو سب سے زیادہ نقصان فتنہ قرامطہ کیوجہ سے ہوا اور فتنہ قرامطہ مصر سے ملتان تک پھیلا اور مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہتا رہا۔ فاطمی فرقہ کی بنیاد مہدی نے ڈالی جس کا پورا نام ابو محمد عبید اللہ بن میمون القدع اور لقب مہدی تھا علامہ جلال الدین سیوطی نے ذہبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ محققین کا خیال ہے کہ مہدی بلحاظ حسب ونسب فاطمی یا علوی نہیں تھا،[1] اور پھر یہ شخص بلاد افریقہ میں داخل ہوا اور وہیں اس نے اپنے فاطمی ہونے کا دعویٰ کیا اور ایک چھوٹی سی حکومت قائم کر لی۔ اس نے سلجماسہ شہر پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مہدی شہر کی بنیاد رکھی یہی اس کی حکومت کا مرکز تھا اور یہیں سے قرامطہ کی حکومت کا آغاز ہوا[2]، اور بعد میں اس کے کارندے یہاں سے پورے اسلامی ریاست میں پھیل گئے اور یہ کارندے فاطمی داعی کے نام سے پکارے جانے لگے۔ شروع سے آخر تک ان کی تمام کاروائی انتہائی صیغہ راز میں رہتی تھی اور ایک دم یہ کسی جگہ خروج کر کے اس علاقے پر قبضہ کر کے اپنی حکومت بزور طاقت قائم کر لیتے اور اپنے عقائد کا پرچار کرتے تھے۔

ڈاکٹر زاہد علی نے تاریخ فاطمین مصر لکھی اور یہ کتاب فاطمین مصر پر ایک مستند مقام رکھتی ہے۔ اور یہ تاریخ فاطمی مصنفین کی قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسماعیلی فرقے کی سب سے پہلی اور اہم شاخ قرامطہ ہے یہ لفظ جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد قرمطی ہے جو قرمط کا اسم منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قرمط لقب ہے حمدان بن اشعث کا جس نے اس فرقے کی بنیاد ڈالی قرمط کے معنی عربی زبان میں نزدیک نزدیک قدم ڈال کر چلنے کے ہیں پست قامت ہونے کی وجہ سے یہ شخص قرمط کہلانے لگا[3]۔ جبکہ ابن خلدون کے مطابق اسماعیلی فرقے کی بنیاد فاطمی خاندان کے ایک فرد نے رکھی جبکہ قرامطہ کی تحریک کے محرک اسماعیلی داعی تھے اسماعیلیوں اور قرامطہ میں عقائد کا کوئی فرق نہیں تھا بلکہ قرامطہ نے حکمرانی کی خاطر خروج پچاس سال پہلے کر لیا[4]۔ ابن اثیر کا خیال ہے کہ یہ لفظ کرمیتہ ہے جو نبطی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی سرخ آنکھوں والے آدمی کے ہیں۔ حمدان کی آنکھیں سرخ تھیں اس لیے عرب اس کو قرمطہ کہنے لگے۔ اسماعیلی فرقے کی ابتدا اسماعیل بن جعفر صادق کی وفات کے بعد ہوئی یہ واقعہ 33ھ کا ہے اور قرامطہ کا آغاز احمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل متوفی 242ھ میں ہوا جس کے بیٹے حسین اسماعیلیوں سے الگ ہو گئے[5]۔ ڈاکٹر زاہد کا خیال ہے کہ قرامطہ کا آغاز حسین ہوازی نے کیا جو کہ احمد بن عبد اللہ بن میمون القداح کا ایک داعی تھا۔ یہ کوفہ میں ایک اور داعی حمدان بن اشعث سے ملا حسین ایماندار نیکوکار تھا لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے[6]۔ ایک خفیہ داعی خوزستان سے آیا تو وہ بھی قرمط کہلایا اس کا اصل نام کسی کو معلوم نہیں تھا یہ خوزستانی اور کرمیتہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے کرمیتہ کہلانے لگا۔ پھر اس لفظ میں تصحیف ہوئی اور کرمیتہ کا کاف قاف سے بدل کر قرمط ہو گیا[7]۔

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی کا خیال ہے کہ سرزمین کوفہ پر 278ھ میں حمدان المعروف قرامط نے ایک نیا مذہب جاری کیا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک غالی شیعہ تھا اور

سات اماموں کا قائل تھا جن میں امام حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام اسماعیل بن جعفر صادق، امام محمد بن اسماعیل، عبید اللہ بن محمد کو وہ اپنا امام مانتا تھا اور خود کو عبید اللہ کا نائب کہتا تھا۔ حالانکہ عبید اللہ نام کا کوئی بیٹا محمد بن اسماعیل کا نہیں تھا۔ حمدان محمد بن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب کو رسول مانتا تھا دن میں دو نمازیں فرض کیں دو رکعت طلوع آفتاب سے پہلے اور دو غروب آفتاب کے بعد رکھیں۔ جمعہ کی بجائے دوشنبہ کا دن افضل قرار دیا، اس دن کوئی کام نہیں کرتا تھا اور قرامطہ کے مخالف کو واجب القتل قرار دیا[8]۔

242ھ میں احمد کی وفات کے بعد حسین بن احمد کے خط کے جواب میں حمدان نے اپنے ایک ساتھی داعی عبدون کو سلمیہ بھیجا کے حالات کا جائزہ لے کر آؤ۔ عبدان سلمیہ آکر حسین سے ملا تو حسین کا رویہ بدلا ہوا تھا۔ عبدان کے امام سے متعلق سوال کا حسین نے یہ جواب دیا کہ پہلے تم بتاؤ تو عبدان نے کہا کہ وہ امام محمد بن اسماعیل بن جعفر صاحب الزمان ہیں تو حسین نے کہا نہیں میرے باپ کے سوا کوئی امام نہیں ہو سکتا اور میں اس کا قائم مقام ہوں عبدان نے واپس آکر حمدان کو حالات سے آگاہ کیا تو اس نے 286ھ میں سلمیہ سے الگ ہو کر دعوت قرمطیہ کا آغاز کر دیا اور کئی مددگار داعی تیار کر لیے۔ اس نے اپنی قوت بڑھائی اور محاصل مریدوں سے وصول کرنے لگا اور اسکے مرید و پیروکار اسکی ہر بات ماننے لگے[9]۔

اس نے لوگوں کو مال و دولت نہ رکھنے کی ترغیب دی اور اعلان کیا کہ تم جلد تمام روئے زمین کے مالک ہونے والے ہو۔ ان کو ہتھیار خرید کر گھر رکھنے کا حکم دیا اور انکی کمائی خود جمع کرنے کیلئے ایک داعی مقرر کر دیا اور ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ جمع شدہ رقم میں سے جو بھوکا ہو اس کو کھانا کھلائے جو ننگا ہو اس کو کپڑا دے جو اپاہج ہو اس کی مدد کرے۔ اس عمل سے کوئی محتاج اور فقیر نہ رہا اور لوگوں کی ساری کمائی خوشی سے اس کے پاس جمع ہونے لگی تو اس نے لوگوں کو فسق و فجور کی

طرف موڑ دیا اور کہا کہ ایک خاص حد تک پہنچنے کے بعد شریعت کے ظاہری اعمال اٹھ جاتے ہیں۔ اب نماز، روزے، کی ضرورت نہیں اور کہا کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر کی معرفت ہی کافی ہے یہی وہ مہدی ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے اور یہ سب کچھ ان کیلئے کیا جارہا ہے کہ کمزور عباسی خلافت کی وجہ سے قرامطہ نے اپنی تبلیغ شروع کی عراق ایران شام اور بحرین میں چھا گئے۔ لوگوں کو امید دلائی کہ مہدی کا ظہور ہونے والا ہے مہدی کا انتظار قرامطہ کی سیاسی ترقی کا اہم سبب ہے[10]۔

288ھ میں عبدان کو قتل کر دیا گیا تو قرامطہ میں پھوٹ پڑ گئی مگر دو سال بعد یہ پھر طاقتور ہو گئے بلاد شام ان کے قبضے میں آ گئے خلیفہ معتضد نے آخر ایک بڑی لڑائی میں قرامطہ کو شکست دے کر بہت کمزور کر دیا یحییٰ اور اس کے اکثر قرامطی ساتھی مارے گئے۔ پھر خلیفہ مکتفی نے ایک اور بڑا لشکر اپنے سپہ سالار محمد بن سلیمان کی سرکردگی میں بھیجا اور خود بھی رقہ تک اس لشکر کے ساتھ گیا جس میں قرامطہ کو بہت بڑی شکست ہوئی زکرویہ کے تینوں بیٹے اس جنگ میں مارے گئے 294ھ میں حجاج کرام کو قتل اور لوٹنے کی وجہ سے ایک بار پھر مکتفی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو مکتفی نے پھر اپنے سپاہ سالار وصاف کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ وصاف نے قرامطہ کو خوفناک شکست دی۔ زکرویہ قتل ہوا اور اسکی لاش بغداد میں کئی دن تک لٹکائی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عراق سے قرامطہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ قرامطی پسپا تو ہو جاتے تھے مگر تھکتے نہیں تھے۔ اس سلسلے میں ایک بار خلیفہ مقتدر نے تعجب سے کہا کہ قرامطہ کی دو ہزار فوج ہماری اسی ہزار فوج کے لشکر کو کیسے مغلوب کر دیتی ہے[11]۔

بعض محققین کا خیال یہ ہے کہ قرامطہ اسماعیلی فرقہ کی ایک شاخ تھا۔ اس کا بانی عبد اللہ بن میمون کے داعیوں میں سے ایک داعی حمدان نامی تھا۔ اس کا لقب قرامطہ تھا۔ جو خوزستان سے آ کر کوفہ کے نزدیک تہرین نامی گاؤں میں آباد ہوا اور اسماعیلی فرقے کی تبلیغ کرنے لگا۔ حمدان کے

لقب قرامطہ کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سی روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حمدان بیمار ہوا تو ایک شخص نے جسے سرخ آنکھوں کی وجہ سے کرمیہ کہتے ہیں۔ نہایت تندہی سے حمدان کا علاج معالجہ اور بیمار داری کی حمدان کی صحت یابی کے بعد بھی وہ اس کے پاس رہتا تھا۔ اس پر لوگوں نے حمدان کو بھی کرمیہ کہنا شروع کر دیا جو بعد میں قرمطہ بن گیا۔ ایک روایت ہے کہ حمدان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھااور چونکہ عربی میں ایسے آدمی کو قرمطہ کہتے ہیں اس لے وہ اسی نام سے مشہور ہوا ہے اور اس کے پیرو قرامطہ کہلائے۔ حمدان بہت زاہد اور عبادت گزار تھا لوگوں کو امام مہدی کی طرف دعوت دیتا تھا، اسکے عقائد بہت عجیب تھے جن میں ایک عقیدہ یہ تھا کہ دن رات میں پچاس نمازیں فرض ہیں یہاں بحرین میں عربوں، حبشی غلاموں اور ہاشمی قبیلوں کی مخلوط آبادی تھی یہ لوگ کاشتکاری کرتے تھے لیکن ان کی شبانہ روز محنت کا پھل مالکان اراضی اور جاگیر دار کھا جاتے تھے۔ اور یہ محنت کش کاشت کار لوگ ذلت اور تنگ دستی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حمدان قرمطہ نے ان مظلوم محنت کش کاشتکاروں کی تنظیم کی اور انہیں یہ یقین دلایا تھا کہ امام محمد بن اسماعیل عنقریب دنیا میں ظاہر ہوں گے اور تمہیں مالکان اراضی کے ظلم و ستم سے نجات دلائیں گے۔ اس پر عوام کی ایک کثر تعداد اس کے ساتھ ہوگئی اور یہ تحریک کافی زور پکڑ گئی۔ یہ عباسی خلیفہ معتمد کے دور خلافت کی بات ہے اس وقت عباسی سلطنت اپنے دور زوال سے گزر رہی تھی، حمدان کو دربار خلافت کی کمزوری کی بنا پر اپنی جمعیت بڑھانے کے موقع مل گیا۔ اس کا منشاء دراصل یہ تھا کہ عباسی حکومت کا تختہ الٹ کر اس کی جگہ ایک اسماعیلی یا فاطمی حکومت قائم کی جائے۔ اسکے پیرو اسے امام الزمان کا پیرو سمجھتے تھے 278ھ مطابق 891ء میں حمدان نے کوفہ کے مشرق میں ایک مرکز قائم کر کے اس کا نام دارالجحرت رکھا اور اس کو حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اس پر کوفہ کے عباسی حاکم نے حفظ ما تقدم اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، اس پر کوفہ کے عباسی حاکم نے

حفظ ماتقدم کے طور پر اسے گرفتار کر کے قصر امارات کے ایک کمرے میں بند کر دیا لیکن ایک لونڈی کی منت سماجت پر جو غالبا حمدان کی خیر خواہ اور معتقد تھی رہا ہو گیا اس نے اس رہائی کو اپنی کرامت پر محمول کیا ساتھ ہی اس نے یہ خیال بھی پھیلایا کہ کوئی شخص اسے گزند نہیں پہنچا سکتا۔ کچھ عرصہ بعد جب دوبارہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو وہ بھاگ کر شام چلا گیا جہاں اس کی تحریک کو بہت فروغ حاصل ہوا، عراق اور شام کے علاوہ یہ تحریک خراسان، سندھ اور ملتان تک پھیل گی۔ قرامطی تحریک اشتراکی اصولوں پر استوار کی گئی تھی۔ اس کا مقصد رواداری اور مساوات کا پرچار تھا۔ یہ سرمایہ داروں کے ظلم و ستم اور ان کی لوٹ کھسوٹ سے محنت کشوں کا تحفظ چاہتی تھی۔ اس لئے قرامطیوں نے مختلف نوع کے پیشہ وروں کی ایک جماعت بنائی ایک منظم بنائی اور یہ ایک ہی نوع کے پیشہ وروں کی جماعتی تنظیم کی ایک منظم جماعت جس میں ایک ہی نوع کے پیشہ ور شامل ہوتے تھے، صنف (Guilds) کہلاتی تھی۔ حمدان اگرچہ فرقہ اسمعیلیہ سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس نے نئے نئے مذہبی اقتصادی اور سماجی اصول وضع کئے، متمدن دنیا کے تاریخی دور میں غالبا یہ پہلی تحریک تھی جس نے عالم اسلام کے محنت کشوں کو منظم کیا[12]۔

قرامطہ کے متعلق یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں ضروریات قرامطہ کو مقدم گردانتے ہوئے ضروریات دین کا انکار کیا، نص قرآنی کی باطنی تاویلات کیں اور اسلام کے برعکس عقائد و نظریات اختیار کیے۔ اس وجہ سے علمائے امت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتایا۔ علامہ عبد القاہر بغدادی قرامطہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اعلموا اسعد کم اللہ ان ضرر الباطنیہ (القرامطة) علی فرق المسلمین اعظم من ضرر الیھود و النصاری والمجوس علیھم اعظم من مضرۃ الدھریة و سائر اصناف الکفرۃ علیھم بل اعظم من ضرر الدجال الذی یظھر فی آخر الزمان ۔

لان الذین ضلع عن الدین بدعوۃ الباطنیۃ من وقت ظھور دعوتھم الی یومنا اکثر من الذین یضلون بالدجال فی وقت ظھورہ لان فتنۃ الدجال لا تزید مدتھا علی اربعین یوما و فضائح الباطنیۃ اکثر من عدد الرمل والقطر"[13]

علامہ بغدادی فرماتے ہیں کہ مسلمان گروہوں پر باطنیہ (قرامطہ) کا ضرر یہود و مجوس بلکہ دہریت اور کفر کی جملہ صورتوں سے بڑھ کر ہے شیخ عبدالقاہر قرامطہ کو دجال سے بھی زیادہ ضرر رساں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس فرقہ نے آغاز دعوت سے آج تک جتنے لوگوں کو گمراہ کیا ہے وہ ان سے بہت زیادہ ہیں جنہیں دجال گمراہ کرے گا کیونکہ اس کا فتنہ تو چالیس دن تک محدود ہے اور قرامطہ کی گمراہیاں ریت وقطر کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں.

قرامطہ کے متعلق ایک رائے یہ بھی ہے کہ قرامطہ زنادقہ اور ملحدوں کا ہی ایک فرقہ ہے اور یہ فارس کے فلاسفہ کی اقتداء کرنے والا ہے جو زردشت اور مردک کو نہیں مانتے ہیں یہ دونوں شخص حلال کو حرام ماننے والے ہیں پھر اس کے بعد قرامطہ ہر کس و ناکس کو ماننے والے ہو گئے دراصل ان کو عقل کے کوراہونے کی وجہ سے رافضیوں نے گمراہ کیا اور قرمط بن الاشعث کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ان کا نام فرقہ قرامطہ مشہور ہو گیا[14]۔

عراق میں انہیں باطنیہ، قرامطہ اور مزدکیہ کا نام دیا جاتا ہے خراسان میں تعلیمیہ اور ملحدہ کے نام سے جانے جاتے ہیں جبکہ وہ اپنے آپ کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔ بعض مورخین قرامطہ کو ایک مستقل فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن امام غزالی کہتے ہیں کہ قرامطہ، اسماعیلیہ ہی کا ایک لقب ہے:

واما القرامطه فانما لقبو ابہا نسبتا الی رجل یقا ل له حمدان قرمطه، کان احد دعاتھم فی الابداءفاستجاب له فی دعوته رجال فسموا قرمطیة۔ [15]

امام غزالیؒ کے مطابق دعوت کے ایک داعی حمدن قرامط کی دعوت پر لبیک کہنے والے

قرامطہ کہلائے۔ بعض علمائے تاریخ جیسا کے ذکر کیا گیا قرامطہ کو ایک الگ فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ سیاسی وسماجی منظر نامہ پر اسماعیلیہ قرمطہ کے نام سے ظاہر ہوئے۔

278ھ میں قرامطہ نے کوفہ میں خروج کیا یہ ملحدوں کی ایک قسم ہے انہوں نے غسل جنابت کو ناجائز اور شراب کو جائز قرار دیا اپنی اذان میں اَنَّ مُحَمَّدَ بِن الحَنفِیّہ رَسُولُ اللّٰہِ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ روزے ہر سال میں دو دن کے یعنی نیروز اور مہرجان کے فرض رکھے بیت المقدس کا حج کیا اور اس کو اپنا قبلہ قرار دیا بہت سی چیزوں کو کم یا زیادہ کیا اور اپنے عقائد کو جاہلوں، گنواروں اور علماء کے سامنے پیش کیا اور انکار کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دیں[16]۔

حمدان قرمط کے داعیوں میں ایک شخص ابوسعید جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں اس قدر زور پکڑا کہ 286ھ میں اس نے بحرین میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ الاحصار اس کا دارالحکومت تھا۔ اگلے سال اس نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور عباسی فوجوں کو شکست دے کر وہاں پر قابض ہو گیا۔ اس فتح سے جنوبی عراق دوبارہ قرامطی تحریک کی لپیٹ میں آگیا، اس کے دو سال بعد اس نے شام پر حملہ کر کے ہر طرف تباہی وبربادی پھیلا دی اور جنابی نے یمامہ کو زیر نگین کر لیا اور عمان پر فوج کشی کی۔ 286ھ میں ابوسعید قرمطی جب ظاہر ہوا تو اس کی شوکت کو ترقی ہوئی افواج شاہی اور ابوسعید کے مابین جنگ ہوئی جس میں ابوسعید کامیاب ہوا۔ اس کے بعد بھی خلیفہ کی فوج اور ابوسعید میں چند مرتبہ جنگ ہوئی مگر خلیفہ کی فوج نے شکست کھائی تو ابوسعید بصرہ اور اس کے گردونواح میں قابض ہو گیا۔290ھ میں یحیٰ بن زکرویہ قرامطی اور 291ھ میں اس کا بھائی حسین بن یحیٰ جس نے اپنا لقب امیر المومنین مہدی رکھا تھا ان کا ایک چازاد بھائی عیسیٰ بن مہرویہ جس نے اپنا لقب مدثر رکھا تھا اور کہتا تھا کہ قرآن کی سورہ مدثر میں اسی کا نام مذکور ہے اور ان کا غلام جس کا نام انہوں نے المنطوق بالنور رکھا انہوں نے شام میں اودھم مچائی اور آخر کار یہ تینوں شام میں مارے گئے 301ھ میں مہدی

قرامطی مصر پر حملہ کر دیا شاہی افواج نے برقہ کے مقام پر مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور یہ اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا[17]۔

301ھ مطابق 914ء میں شاہی افواج کے ساتھ ایک معرکہ کے دوران میں جنابی مارا گیا اور اس کا بیٹا ابو طاہر قرامطہ کا قائد بنا۔ لوٹ مار و ظلم و تشدد میں یہ اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھا اس نے بصرہ پر پے در پے حملے کر کے بڑی بیدردی سے قتل عام اور غارتگری کی اور بصرہ کے بعد بغداد اور کوفہ کو تخت و تاراج کیا۔ اس کے مقابلے میں شاہی لشکر نے ہر معرکہ میں شکست کھائی۔ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ 316ھ مطابق 930ء میں ابو طاہر نے عین حج کے دن مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا۔ قرامطہ نے حاجیوں کو بے دریغ قتل کیا۔ خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی۔ غلاف کعبہ پھاڑ دالا اور خانہ کعبہ کو لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنانے کے بعد حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے گئے حرم کی اس شدید بے حرمتی کے باعث تمام مملکت اسلامیہ میں شور مچ گیا اور خود قرامطیوں کے پیشوا عبد اللہ نے ابو طاہر کو اس مذموم فعل پر برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تمام چیزیں واپس کی جائیں اس نے صرف حجر اسود واپس کیا اور باقی چیزوں کے متعلق لکھا کہ وہ ضائع ہو چکی ہیں[18]۔

قرامطہ مختلف ادوار میں مختلف جگھوں پر خروج کرتے رہے 286ھ میں بصرہ کے نواح میں ابو سعید جنابی نے خروج کیا اور قطیف اور ہجر کے علاقے میں بہت زیادہ فساد برپا کیا اصل میں یہ جنابہ نامی شہر کا باشندہ تھا جس کی وجہ سے یہ جنابی کہلایا[19]۔

قرامطہ نے اسلامی حکومت کی کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور مختلف جگھوں پر اپنی طاقت کے مطابق خروج کرتے رہے اور مسمانوں کا خون ناحق پانی کی طرح بہاتے رہے۔ عباسی خلیفہ کمزور ہونے کی وجہ سے مقابلہ تو کر رہا تھا مگر ان کا مکمل قلعہ قمع نہیں کر پا رہا تھا۔ اور یہ بہت طاقت ور ہوتے جا رہے تھے یہی وجہ تھی کی پہلے ان کے داعی علاقے میں پہنچ کر لوگوں کو اپنا حامی بناتے اور

پھر یہ حالت کو سازگار دیکھ کر وہاں خروج کرتے۔ قرامطیوں کی یہ لوٹ مار ایک عرصہ تک جاری رہی خلفاء عباسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ قرامطیوں کا انسداد کر سکے، ایسی صورت حالات میں یہ فتنہ نہ جانے اور کیا کیا گل کھلا تا کہ 326 میں ان کی اپنی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی جس سے ان کا زور ٹوٹ گیا بالخصوص جب انکے لیڈر راصم شاہ بحرین کو فاطمی خلفاء المعز اور العزیز نے پے در پے شکستیں دیں تو ان کی طاقت کا خاتمہ ہو گیا۔

298ھ میں قرامطہ نے کوفہ کے مضافات میں پیش قدمی کی مگر بروقت کاروائی ہونے کی وجہ سے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا گیا اسی سال قرامطہ نے دمشق پر یلغار کر دی اور یحیٰ بن ذکرویہ نے قرامطہ کے سامنے جھوٹا دعویٰ کیا کہ وہ اولاد علی بن ابی طالب میں سے ہے۔ اور کہا کہ اس کے متبعین کی تعداد ایک لاکھ ہے اور اس کی اونٹنی منجانب اللہ مامور ہے اور یہ جس علاقے میں جائے گی اس علاقے والوں کو فتح حاصل ہو گی۔ اس کو شیخ کا لقب دے دیا گیا اور اس کے حامی فاطمین بن گئے خلیفہ نے اس کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر بھیجا مگر اس لشکر نے شکست کھائی۔ قرامطہ نے اس کے بعد رصافہ کی جامع مسجد کو جلا دیا لوگوں کو خوب لوٹا اور دمشق میں داخل ہو گئے جہاں قتل عام میں کوئی کمی نہ چھوڑی[20]۔ 291ھ میں خلیفہ کے لشکر نے انکو شکست دی اور ان کا سردار حسن بن ذکرویہ گرفتار ہو گیا۔ اس کو پوری جماعت کے ساتھ بغداد بھیجا گیا جہاں ان کو عبرت ناک سزا دے کر واصل جہنم کیا گیا۔ حسن بن ذکرویہ کا سر لکڑی پر رکھ کر پورے بغداد کے شہر میں گھمایا گیا محرم 294ھ میں قرامطہ نے ذکرویہ کی سربراہی میں مکہ مکرمہ سے خراسان آنے والے حجاج کے قافلے پر حملہ کر کے بیس ہزار حاجیوں کو شہید کر دیا اس قتل عام میں قرامطہ کے مرد و زن سب شریک تھے۔ عورتوں نے فریب کے ساتھ حجاج کو قتل کیا اور تمام مال و دولت لوٹ لیا گیا۔ خلیفہ بغداد نے اس واقعے کا سخت انتقام لیا اور ایک بہت بڑا لشکر بھیجا جس نے ان کو عبرت ناک شکست دی چند

لوگوں کے سوا پوری جماعت قتل ہوئی اور ذکرویہ کا سر کاٹ کر پورے خراسان میں گھمایا گیا اور پھر دربار خلافت میں بھیجا گیا[21]۔

قرامطہ نے کبھی پرواہ نہ کی کہ نہتے اور معصوم لوگوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں بلکہ انہوں نے اس ظلم وبربریت کو جاری رکھا اور آئے روز ایک نیا محاذ کھول کر خلیفہ کو خوب پریشان کیا اور وہ بے بس نظر آیا۔ مصر سے ملتان تک عوام قرامطہ کے خوف کا شکار تھی اور وہ اس خوف و عذاب سے نجات کی طلبگار تھی مگر کوئی بھی انکی اس امید کو پورا کرنے سے قاصر تھا۔ قرامطی بے لگام گھوڑے کی منند دوڑ رہے تھے کوئی شہر، علاقہ ان کی دسترس سے دور نہیں تھا۔

311ھ میں قرامطہ کا سردار ابو طاہر سترہ ہزار شہ سواروں کے ساتھ رات کی تاریکی میں بصرہ میں داخل ہوا خوب قتل وغارت کی اور لوٹ مار کر کے روانہ ہو گیا خلیفہ نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کئے مگر یہ جس شہر میں ہوتا اس کو ویران کر کے دوسری طرف بھاگ جاتا، آخر کار یہ واپس ہجر جا پہنچا[22]۔ سیوطی لکھتے ہیں کہ :اس سال خلیفہ نے منصور ویلمی کو امیر حج بنا کر بھیجا جو بخیریت مکہ پہنچ گیا مگر طاہر قرامطی بھی 8 ذولحجہ کو مکہ آگیا اس نے حجاج کرام کا قتل عام کرایا اور لاشیں چاہ زمزم میں پھینکوا دیں۔ حجر اسود کو گرز ماما کر خانہ کعبہ کی دیوار سے جدا کر دیا اور یہ گیارہ روز تک ایسے پڑا رہا پھر وہ اس کو ساتھ لے گیا اور چوبیس برس اس کے پاس رہا۔ حجر اسود لیکر جانے والے چالیس اونٹ راستے میں مر گئے مگر واپسی پر صرف ایک کمزور اونٹ حجر اسود کو مکہ لے آیا۔ ابو طاہر اس واقعے کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور چیچک میں مر گیا[23]۔

اور علاقوں میں قرامطہ کی سفاکی کی داستانیں سنائی جارہی تھیں کہ کہ یہ فتنہ وہاں پہنچ گیا جس جگہ کو امن کا مقام بتایا گیا ہے۔ ومن دخلہ کان امنا۔ اور جو یہاں داخل ہوا اس کے لیئے امان ہے۔ سات ذی الحج کو ابو اطاہر قرمطی اپنے حواریوں کے ساتھ مکہ پہنچا گیا مکہ کی گلیوں میں معصوم

حجاج کا قتل عام ہوا۔ مسجد الحرام بھی محفوظ نہ تھی جو لوگ غلاف کعبہ سے جا کر لپٹ گئے ان کا بھی قتل عام ہوا جو طواف کر رہے تھے وہ قتل ہوئے اور یہ سب کچھ مقدس ماہ اور محترم مسجد لحرام میں ہو رہا تھا اور اس نے اعلان کیا کہ میں نے ہی ان لوگوں کو پیدا کیا اور میں ہی ان کا فنا کرنے والا ہوں۔ حجاج ناحق شہید ہو رہے تھے اور کچھ جان کنی میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے: تم بہت سے عاشقوں کو اپنے شہر میں بچھڑا ہوا پاؤ گے اصحاب کہف کی طرف انہیں نہیں معلوم کہ وہ یہاں کتنے دن ٹھہرے ہیں۔ قتل عام کے بعد شہداء کو چشمہ زمزم اور مسجد حرام میں دفن کر دیا۔ پھر کعبے کا دروازہ توڑ دیا اور غلاف کو چاک کر دیا۔ ابو طاہر نے ایک شخص کو حکم دیا کہ میزاب کعبہ کو اکھیڑ دو وہ جب اوپر چڑھنے لگا تو اوندھے منہ گر کر مر گیا پھر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ حجر اسود اکھیڑ لیا اور پکارنے لگے کہ کہاں گئے طیراً ابابیل اور حجارۃ من سجیل۔ جب قرامطی حجر اسود لے کر جا رہے تھے تو امیر مکہ نے درخواست کی کہ میرا پورا مال لے لو اور یہ حجر اسود واپس کر دو تو قرامطی نے جواب میں امیر مکہ اور اس کے گھر والوں کو شہید کر دیا۔ آخر کار مہدی نے ابو طاہر کو خط لکھ کر واقعہ حج پر ملامت کی اور کہا کہ جو کام چپکے سے ہو رہا تھا تو نے اس کو ظاہر کر دیا۔ اس نے حکم دیا کہ جو مال لوٹا ہے وہ واپس کر دو مگر طاہر نے جواب دیا کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا[24]۔

316ھ میں ہونے والے اس واقعے نے امتِ مسلمہ اور خلافت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں بہت سارے شہر اور علاقے قرامطے کے قبضے میں آگئے ان کے سخت گیر رویئے اور سفاکیت کی وجہ سے لوگوں کے دل لرز اٹھے۔ عباسی خلیفہ معتضد نے کئی بار ان کے خلاف فوجیں روانہ کیں مگر شکست کھائی۔ قرامطہ کا خوف اتنا بڑھا کہ اہل مکہ اپنا شہر چھوڑ گئے اور کئی سال تک حج بند ہو گیا 327ھ میں ابو علی عمر بن یحیٰ العلوی نے اپنے قرامطی دوست کو ایک خط لکھا اور کہا کہ حاجیوں کا راستہ کھول دے اور ہر حاجی سے فی اونٹ پانچ دینار محصول لے کر حج کی اجازت دے، تو اس نے

اجازت دے دی اور لوگوں نے حج کیا یہ پہلا موقع تھا جب حاجیوں سے ٹیکس وصول کیا گیا[25]۔

قرامطہ نے حجر اسود کو اپنے پاس تقریباً چوبیس برس رکھا اور کہتے تھے جس کے حکم سے لے گئے ہیں اسی کے حکم سے واپس کریں گے پھر یہ 339ھ میں اس کو کوفہ لے آئے۔ طاہر کے ایک بھائی نے خط لکھ کر ساتھ رکھ دیا کہ جس کے حکم سے لائے تھے اسی کے حکم سے واپس کر دیا اور اسی سال ذیقعد 339ھ میں قرامطہ حجر اسود کو بغیر کسی مطالبے کے واپس مکہ چھوڑ گئے[26]۔

قرامطہ نے اپنا اثر ورسوخ اور رعب و دبدبہ قائم کر دیا یہاں تک کہ وہ جب چاہتے حج پر بھی پابندی لگا دیتے تھے جیسا انہوں نے شام و مصر کی فتح کے وقت کیا مثلاً 356ھ میں قرامطہ دمشق پر بھی قابض ہو گئے اور انہوں نے شام اور مصر سے جانے والے ہر شخص کو حج کرنے سے روک دیا[27].

باطنیان و قرمطیان خط باریک کہ آنرا خط مقرمط خوانند نیک نوشتی وازاین جہت اور اقر مطویہ لقب کردندی مردی را از شہر اھواز با این مبارک دوستی بود نام ابو عبداللہ میمون قداح۔ قرامطن حسن جنابی و پسرش طاہر مردمان از بیم شمشیر خویشتن را در چاہ می افگندند و بر سر کوہ میشدند و حجر الاسود را از خانہ جدا کردند۔ بطنی قرامطی دراصل عبداللہ بن میمون قداح کے پیروکار ہیں جس کا لقب قرامطہ تھا۔ پھر حسن جنابی اور اس کا بیٹا طاہر جس نے چاہ زمزم کو حجاج کرام کی لاشوں سے بھر دیا اور حجر اسود کو خانہ کعبہ کی دیوار سے جدا کر دیا[28]۔

قرامطہ ملتان میں:

ایران کے طول و عرض میں معتزلہ کے علاوہ قرامطہ کی بھی کثرت تھی اور یہ قرامطی بنو فاطمہ کے داعی تھے بحرین میں ان کو حکومت کرنے کا موقع مل گیا۔ ناصر خسرو دہلوی اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ بنو فاطمہ امام کہلائے اور یہ سید۔ یہ فرقہ باطنیہ بھی کہلاتا تھا۔ انکے دور حکومت میں بحرین میں قصاب کی دکان پر گائے، بکری، بھیڑ اور سور کا گوشت دستیاب تھا لیکن خریدار کی مرضی

تھی کہ وہ جو بھی خریدے۔ ان میں حلال اور حرام کی تمیز نہ رہی ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ باطن اصل ہے اور تفسیر الحاد ہے۔ یہ ملاحدہ کہلائے اور ملاحدہ عقائد کی تبلیغ شروع کر دی۔ اور اتنا زور پکڑا کہ حج کے موقع پر مکہ کے تمام راستے بند کر دیئے۔ حجاج کا خوب قتل عام کیا اور لاشیں چشمہ ءزمزم میں پھینک دیں حجر اسود اکھاڑ کر لے گئے اور کئی سال تک قبضے میں رکھا آخر کار فاطمی خلیفہ عبید اللہ مہدی کی سرزنش کے بعد واپس کیا[29]۔

سبکتگین کے دور سے اس علاقے میں قرامطہ کا اثر ورسوخ تھا اور ملتان کا حاکم سبکتگین کا مطیع تھا مگر بعد حالات تبدیل ہوئے تو حاکم ملتان داؤد نے راجہ انند پال کی اطاعت قبول کر لی تو قرامطی مذہب اور انند پال کی اطاعت دونوں محمود کیلئے ناقابل برداشت تھے جس کیلئے اس نے ملتان کا رخ کیا مگر داؤد کی معافی سے محمود نے ملتان سے واپسی کی راہ لی اور پھر متعدد بار وہ حملہ آور ہوتا رہا آخر کار اس نے ملتان کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ محمود سال 401ھ میں پھر قہر و غضب کے ساتھ ملتان پر حملہ آور ہوا اور کثیر تعداد میں قرامطی قتل کیئے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے اور خود ابوالفتح داؤد قید ہوا۔ محمود اس کو اپنے ساتھ غزنی لے گیا[30]۔

قرامطہ اب صرف حجاز یا مغرب تک محدود نہ تھے بلکہ وہ برصغیر میں خصوصاً ملتان میں بہت زیادہ طاقتور تھے اور یہاں کے حکمران تھے جبکہ ان کی مقابل غزنی کی حکومت ان کے برعکس عباسی خلیفہ کی وفادار اور فرمانبردار تھی۔ قرامطہ نہ صرف عالم اسلام کیلیے دردِ سر بنے رہے بلکہ محمود کے ساتھ بھی مسلسل نبرد آزما رہے اور محمود گاہے بگاہے انکی قوت توڑتا رہا کبھی مشرقی سمت میں ملتان میں اس فتنے کو دبایا تو کبھی مغرب ایرانی علاقے میں انکے اثر کا خاتمہ کیا جیسا کے مشاہیر اسلام میں بیان کیا گیا ہے کہ، سلطان محمود نے رے پر حملے کے وقت ان قرامطیوں کی خوب خبر لی اکثر مارے گئے اور ان کی کتب کو سلطان نے جلا دیا۔ سلطان کے دور میں قرامطہ کا سب سے اہم و مضبوط

مرکز ملتان تھا جس کا حاکم عبدالفتح داؤد تھا جس کو محمود نے حملے کے دوران گرفتار کر کے غور کے قلعہ میں قید کر دیا اور یہ وہیں مر گیا[31]۔

البیرونی لکھتا ہے کہ:" محمد بن قاسم ابن منبہ جب ملتان کو فتح کیا اور وہاں کی آبادی اور جو مال وہاں جمع تھا اسکا سبب پوچھا تو بت کو ذریعہ آمدنی پایا اس نے بت کو چھوڑ تو دیا مگر اس کی توہین کیلئے اس کی گردن میں گائے کے گوشت کا ٹکڑا لٹکا دیا اور وہاں ایک مسجد بنوا دی۔ مگر قرامطہ جب قابض ہوئے تو جلم نے بت توڑ ڈالا، پجاریوں کو قتل کر دیا اور اپنے لیے ایک محل بنوایا۔ اس نے سابقہ جامع کو بند کر کے نیا جامع بنوایا اور بنی امیہ کے بغض کی وجہ سے کیا۔ امیر محمود نے جب ان ملکوں سے قرامطہ کا قبضہ اٹھایا اور پہلی جامع میں از سر نو جمعہ قائم کیا۔ اور دوسری کو بند کر دیا جو کہ اب صرف حنا کی پتیوں کا بیدر (کھلیان) رہ گئی ہے۔ اب اگر ہم عدد مذکور یعنی 216432 سے سینکڑہ اور اس سے نیچے کے مراتب یعنی دہائی اور اکائی کو بھی گھٹا دیں تو قرامطہ کے ظہور کا زمانہ ہمارے زمانے پر مقدم ہے، یہ تقریباً سو برس بنتا ہے"[32]۔

سید روشن شاہ رقمطراز ہیں کہ دیپالپور سے ملتان تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں تھا پھر مدت کے بعد قرامطہ فرقے کی بیشتر قوم اس علاقے پر قابض ہو گئی اور اس کا عمل دخل جاری ہوا۔ بہت مدت سے ملحدوں کی قوم قرامطہ اس علاقے پر حکومت کر رہی تھی اور ان کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو سلطان محمود نے پروردگار عالم کی توفیق سے اس علاقے کو فتح کرنے اور کشور کشائی کیلئے کمر ہمت و شجاعت باندھی اور ملتان فتح کرنے نکلا۔ سلطان نے ابوالفتح کے کردار کو دین مبین کی حمیت و عزت کے بر خلاف سمجھا۔ اس کے عقیدے کے مطابق قرامطہ شرع متین کے مخالف تھے۔ اور اس نے ان کے خاتمے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی[33]۔

ابو نصر محمد عتبی جس کی کتاب تاریخ یمینی محمود کے دور کا اہم ماخذ ہے اس نے اپنی اس

مشہور کتاب تاریخ یمینی میں سلطان محمود غزنوی کی ملتان کی مہم کا تذکرہ کچھ یوں کیا ہے:

وقد بلغ السلطان یمین الدولہ امین الملہ حال وا الی المولعان ابی الفتوح فی خبث نحلتہ و دخل دخلتہ و دھس اعقادہ رقبح الحادہ و دعاتہ الی مچل رایہ اھل بلادہ فانف للدین من مقازتہ علی فظاعہ شرہ و شناعۃ امرہ و استحار اللہ الخائر فی قصدہ لا ستابتہ و تقدیم حکم اللہ فی الیقاع بہ وامر بضم الاطراف و کف اللذبول و جمع الخیول الی الخیول وضوی الیہ من مطوع المسلمین من ختم اللہ لھم بصالح الاعمل و اکرمھم با حدی الحسنین فی الازل و ثاربھم نحو الملتان عند موج الربیع بسیول الاانواءوسبح الانھار۔[34]

عتبی کے بقول یمین الدولۃ امین الملۃ محمود غزنوی کو جب والی ملتان ابو الفتح کے حالات کا پتہ چلا کہ اس کا مسلک انتہائی بدتر، اعتقاد برا اور وہ انتہائی قبیح الحاد کا مرتکب ہے اور مستزادیہ کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں کو بھی پانی رائے کی دعوت دیتا ہے تو دین کی حمایت اور اس (ابو الفتح) کے قبیح شر اور بدترین معاملے کی خاطر غزنوی اٹھ کھڑا ہوا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے مقصد کی خاطر استخارہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کو مقدم کرتے ہوئے لشکر جرار کی تیاری کا حکم دیا اس نے علماء سے رابطہ کرتے ہوئے اوران کی معیت میں برسات کے موسم میں ملتان کارخ کیا۔

البیرونی کا خیال ہے کہ جلم بن شعبان کرمتی جب ملتان کا حاکم بنا تو اس نے پہلے حکمرانوں کے برعکس تحمل اور رواداری کو ترک کرکے ہندؤوں کے مندروں، زیارت گاہوں کو مسمار کیا۔ تاریخی بت توڑ ڈالا اور مندر کو مسجد میں بدل ڈالا جبکہ بنو اُمیہ خلفاء سے نفرت کے اظہار کی خاطر بنو اُمیہ دور کی تاریخی مسجد کو بھی بند کر دیا[35]۔

قرامطی تحریک کا اثر غزنی کے گردونواح میں بھی تھا اور غزنی کا حاکم ابو بکر اسحاق اس کا

سخت مخالف تھا بعد میں سبکتگین بھی ابو بکر اسحاق کا پیروکار رہا اور وہ اپنے بیٹے سلطان محمود کو بھی اسماعیلیوں کے خلاف مصروف کار رہنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ محمود نے اس حوالے سے کچھ زیادہ سرگرمی دکھائی اور سخت کاروائی کی[36]۔

عربوں کے سندھ پر قبضے کے بعد یہ سارا علاقہ مسلمان حکمرانوں کے زیر اثر تھا جو بعد میں ملحدین کے قبضے میں آگیا اور یہ ملحدین قرامطہ کہلاتے تھے قرامطہ وہ فرقہ تھا جس نے مصر سے لیکر ملتان تک یلغار کیا اور ملتان کی مسجد سے لیکر کعبے تک اسلامی شعار کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہ لوگ قدیم اسلامی شعار و تعلیمات کے سخت مخالف تھے ملتان، سندھ اور اس کے گرد و نواح کے تمام ملحدین ملتان کو مرکز مانتے ہوئے یہیں آکر پناہ لیتے تھے۔ یہ لوگ نہ صرف خلافت عباسیہ کے مخالف تھے بلکہ سلطنت غزنی کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے کیونکہ محمود مسلک کے اعتبار سے سنی تھا۔ ابو الفتح داؤد اس قرامطی فرقے کا ملتان میں سربراہ اور حاکم ملتان تھا۔ یہ ملحدین ملتان میں محمود کے خلاف انندپال کے اتحادی بن گئے[37]۔

جب محمود نے غور کو فتح کر لیا تو اس نے ایک بار پھر ہندوستان کی طرف جہاد کیلئے آنے کا اعلان کیا۔ غور کی مہم جوئی ایک لمبی اور مشکل مہم تھی جس میں کئی ماہ لگ گئے سلطان ہندوستان کی طرف آیا اور منحرف ہو جانے والے ابو الفتح داؤد کو محاصرے میں لے لیا مگر ابھی ملتان فتح نہیں ہوا تھا کہ طوس کے گورنر ارسلان جاذب نے نے محمود کو ایلک خان کے حملے کی اطلاع دی تو محمود نے داؤد کی معافی اور تاوان کو قبول کر لیا اور یہ مہم ادھوری چھوڑ دی[38]۔

ملتان محمد بن قاسم نے اموی کا خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں مسخر کیا یہاں مسلمانوں کی آمد و رفت انہی ایام میں شروع ہو گئی تھی لیکن جب اموی حکومت ایشیاء میں ختم ہو گئی تو جانشیں عباسی خلافت کا تعلق بھی ملتان سے منقطع ہو گیا۔ بنو فاطمہ کے داعیان نے ملتان کو اپنا

مرکزی مقامِ دعوت بنالیا۔ اور اس جگہ اپنی حکومت قائم کرلی۔ حاکم ملتان ابوالفتح داؤد قرمطی تھا سلطان محمود ان کا قلع قمع کرنا چاہتا تھا اور صاف راستہ سے ملتان کی طرف پنجاب سے گزرتا مگر انند پال نے سلطانی فوج کو گزرنے کی اجازت نہ دی۔ تو اول سلطان کو اس سے نپٹنا پڑا انند پال کو شکست ہوئی تو راستہ صاف ہو گیا سلطان نے ملتان محاصرہ میں لے لے اتو چند روز بعد ابوالفتح نے ہتھیار رکھ دیے اوراس کو قید کر کے غزنی بھیج دیا اور قرمطوں کو جو بھی ملا تہ تیغ بے دریغ کیا اس قتل عام میں سلطان خود بھی شریک تھا۔ جو بچا کشمیر میں پناہ گزین ہوا یا ادھر اُدھر جہاں سینگ سمائے روپوش ہو گیا اگرچہ سلطان نے اپنی مملکت کے طول و عرض میں فرمان جاری کر دیا کہ قرمطی جہاں ملے مارا جائے مگر یہ لوگ جانتے تھے کہ کس طرح زندہ بھی رہ سکتے ہیں اور اپنا کام بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک بات بات طے ہے کہ 365ھ میں جب بغداد ویلمیوں کے زیر تسلط تھا۔ تو اسی عرصہ میں ملتان میں قرامطہ کا غلبہ تھا جبکہ اس کے برعکس ماوراء النہر کی سامانی سلطنت اور سندھ میں منصورہ کی سومرہ ریاست سنی تھی قرامطہ نے اپنا اثر سندھ تک بڑھالیا اور سومرہ ریاست کو بھی ختم کرڈالا[39]۔

پروفیسر حبیب کا خیال ہے کہ ملاحدہ وہ لوگ ہیں جو بارہ کی بجائے سات پر ایمان رکھتے تھے یہ عرب میں اسماعیلی اور ملتان میں قرامطی کہلائے۔ ان میں قرامطی زیادہ بدنام ٹھہرے۔ یہ لوگ آئمہ کے اوتار ہونے کا یقین رکھتے تھے۔ ملتان میں ان کی کثرت تھی۔ قرامطی ہونا ان کا سب سے بڑا جرم تھا جس کی بنیاد پر سُنی حکمران ان کے خلاف تھے[40]، فاطمی خلیفہ عبید اللہ مہدی کے مبلغین کو سندھ کی بجائے ملتان میں زیادہ کامیابی ملی اور یہاں کی مساجد میں فاطمی خلیفہ کا نام لیا جاتا تھا۔ اعجاز الحق قدوسی کا خیال ہے کہ ملتان میں ان کی حکومت 977 عیسوی تا 985 عیسوی کے درمیان قائم ہوئی[41]۔

محمود غزنوی کے ہندوستان پر ابتدائی حملوں میں کامیابی کو دیکھ کر جہاں بہت سارے ہندو

راجاؤں نے اطاعت قبول کی وہاں حاکم ملتان شیخ حمید لودھی بھی سلطان محمود اور اس کے والد سبکتگین کے اطاعت گذاروں میں سے تھا۔ اس کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک تو اس کا پوتا ابوالفتح داؤد پہلے سلطان محمود کا اطاعت گذار رہا مگر بعد میں ملحد ہو گیا اور جب محمود کو معلوم ہوا کہ داؤد اطاعت ترک کرنے کے علاوہ بے دین ہو گیا اور ناشائستہ حرکتوں کے علاوہ محمود کے خلاف سازشیں کرنے لگا ہے تو محمود نے اس کی سازشوں کو ختم کرنے کیلئے سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ اس لیے محمود نے 1004ھ میں ملتان پر حملہ کر دیا۔ محمود کی ناراضگی کی وجہ ابو داؤد کی محمود کے بجائے جے پال کے بیٹے انند پال کی وفاداری تھی، اور یہ بات بھی ٹھیک ہے ملتان پر حملے کے دوران انند پال نے بھی محمود کے راستے میں رکاوٹ ڈالی مگر ناکام ہوا۔ انند پال بھاگا اور کشمیر کی پہاڑیوں میں جا چھپا۔ محمود کے ہاتھوں انند پال کی شکست سے فتح داؤد مایوس ہوا اور اپنا مال و اسباب سر اندیپ بھجوا دیا اور خود روپوش ہو گیا[42]۔

سید لطیف فرشتہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ محمود بٹھنڈا کے راستے ملتان پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ داؤد نے بیس ہزار طلائی درہم سالانہ تاوان دینے کے ساتھ دوبارہ اطاعت گذاری اور ملحدانہ عقائد سے توبہ کی تحریری ضمانت دے کر معافی حاصل کی[43]۔

سید اولاد علی گیلانی کے مطابق خلافت بغداد کمزور ہوئی تو شیعہ مذہب نے زور پکڑا اور یہ ایران کے راستے سندھ اور پھر ملتان میں داخل ہوئے یہ واقعہ دسویں صدی کا ہے ملتان میں انہوں نے ہندؤوں کے مندر کو گرا دیا اور جامع مسجد کو بھی نقصان پہنچایا۔ پشاور سے ملتان تک لودھی پٹھان برسر اقتدار تھے اور ان لوگوں کا زور تھا یہ سب لوگ اسی نئے مذہب کے پیرکار بن گئے۔ غزنوی دور میں یہ لوگ موجود رہے آخر کار محمد غوری نے ملتان پر حملہ کر کے ان کے اقتدار کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا[44]۔ غزنوی حکومت کے زوال کے بعد ملتان ایک بار پھر ہندؤوں کے قبضے میں چلا گیا مگر جلد ہی قرامطی دوبارہ ملتان کے حاکم بن گئے آخر کار 1176 عیسوی میں محمد غوری نے ملتان پر

قبضہ کر کے علی کرمانی کو ملتان اور اوچ کا حاکم مقرر کر دیا اس کے بعد قرامطہ کے اقتدار کا سورج ہمیشہ کیلئے ملتان سے غروب ہو گیا[45]۔

After the conquest of Ghaor Mahmood came to India in 1010 A.D , seems to have been the busine of his life .He took Multan and brought Abdul Fateh Daud Qramtian as prisoner to Ghazni.46

296ھ میں قرامطہ ملتان تک پہنچ گئے سندھ اور ملتان کا سارا علاقہ قرامطہ کی حکمرانی میں تھا مرقع ملتان کا مصنف لکھتا ہے کہ ملتان کو فرقہ قرامطی کے سردار جلم بن شعبان نے 980ء میں فتح کیا۔ محمود نے 1004ء میں ملتان پر قبضہ کر لیا کیونکہ شیخ حامد لودھی جو سلطان کا اطاعت گذار تھا اس کے پوتے نے مذہب حنفی چھوڑ کر فرقہ قرامطی اختیار کر لیا۔ محمود نے سات دن تک محاصرہ کیا اس دوران ایلک خان نے غزنی کی سلطنت پر حملہ کر دیا تو محمود نے ابوالفتح سے حلف اطاعت لیکر موقع دیدیا۔ مصنف کتاب یمینی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ملحدانہ عقائد کی سرکوبی کیلئے سختی ضروری تھی اور محمود نے بے حد سختی کی، کیونکہ ابوالفتح کے ملحدانہ عقائد کی وجہ سے لوگ کفر والحاد کی جانب متوجہ تھے۔اسی طرح 1010ء میں ملتان میں پھر بغاوت ہو گئی تو محمود نے پھر آکر بغاوت کر دی اور ہزاروں قرامطیوں کو قتل کیا اور ابوالفتح داؤد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا اور عمر بھر کے لئے تبارک نامی قلعہ میں قید کر دیا[47]۔

The king of Ghazni Sultan Sabuktageen conquered Multan in 976 A.D but after four years it was conquered by a sardar of Karamti sect and ruled for some time. Mahmood Ghaznvi atacked Multan for the first time,he conquered it .After his departure the ruler of Multan Abul fateh Daud became rebel and Mahmood again came toward Multan in 1010 A.D he conquered multan and arrested Daud. He took him as a prisoner to Ghazni.48

پروفیسر حبیب کا بھی یہی خیال ہے کہ محمود جب دوسری بار ملتان آیا تو وہ پہلے سے تیاری کر رہا تھا کہ ملتان میں ملاحدہ کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کرنا ہے اور وہ اسکو جہاد سمجھ کر آیا اور زور قوت سے

مرعوب کرکے شہر پر قبضہ کر لیا بلکہ اس نے شہر کو تاراج کیا ہزاروں قرامطیوں کو صرف قتل ہی نہیں بلکہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سُنیوں کے دل کو ٹھنڈا کیا۔ وہ داؤد کو گرفتار کر کے لے گیا اور غور کے ایک قلعے میں قید کر دیا جہاں اس نے باقی ماندہ زندگی گذاری[49]۔ قرامطہ فرقہ پھر بھی کسی حد تک موجود رہا اور اس علاقے میں اس کا اثر قائم تھا۔ اور قرامطہ کا مکمل خاتمہ 1175ء میں محمد غوری کے حملے میں ہوا اور ملتان ہمیشہ کیلئے کفر و الحاد سے پاک ہو گیا[50]۔

اسماعیلیہ اور ان کی مختلف شاخیں

1: اسماعیلی: چونکہ یہ فرقہ امام اسمٰعیل کا مقلد ہے لہذا اس کا عام لقب اسماعیلی قرار پایا اور یہی اصلی نام ہے باقی اسکی شاخیں ہیں، جو اپنے داعیوں کے نام سے یا کسی خاص عقیدہ کی وجہ سے شہرت پذیر ہیں

2: مبارکی: مبارک، امام محمد بن اسمٰعیل کا ایک حجازی غلام تھا جس نے اول کوفہ میں مذہب اسماعیلیہ پھیلایا اور یہ کوفی، مبارکی مشہور ہوئے ورنہ حقیقت میں مبارک کے تمام پیرو قرامطہ کہلاتے تھے۔

3: قرمطی: فرقہ اسمٰعیلیہ میں جو نام سب سے زیادہ مشہور ہوا وہ قرمطی ہے۔ قرمط کے لغت عرب میں متعدد معنی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ باریک اور گنجان خط کو قرمط کہتے ہیں چناچہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے کہ فرج مابین السطور و قرمط بین الحروف۔ یعنی بین السطور میں کشادگی رکھو۔ اور حرفوں کو گانٹھ کر لکھو۔ چونکہ مبارک مزکور ایسا ہی خط لکھتا تھا۔ لہذا اس کے پیرو قرمطی اور قرمطوبہ کہلائے۔ عبد اللہ بن میمون قداح اہوازی نے مبارک کو مذہب اسماعیلہ میں داخل کیا تھا اور آخر میں یہ مبارک اس مذہب کا ایک پرجوش داعی ثابت ہوا۔

4: میمونی: عبد اللہ بن میمون قداح اہوازی کا مقلد فرقہ میمونی کہلاتا ہے یہ شخص شعبدہ باز، ساحر اور ماہر طلسمات تھا اس وجہ سے کوہستان، خراسان اصفہان اور رے میں اس نے خوب ترقی کی۔ امام اسماعیل اور امام محمد کی خدمت میں عرصہ تک حاضر رہا تھا، عبد اللہ کے بیٹے احمد نے شام اور مغرب

میں اسماعیلی فرقہ کو خوب ترقی دی۔ اسماعیلیہ میں عبد اللہ کا درجہ حسن بن صباح سے بہت زیادہ ہے۔
5:جنابی: ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی۔ قرمطی نے احسا، قطیف، بحرین میں اشاعت مذہب کی 301ھ میں قتل ہوا۔ طاہر ابو سعید کا بیٹا تھا 713ھ میں جس نے عین حج کے دن خانہ کعبہ کو تاخت و تاراج کیا۔ چاہ زمزم اور حرم کعبہ نعشوں سے بھر گیا۔ حرم پاک میں جو گستاخیاں کیں اس کے لکھنے سے قلم عاجز ہے یہی ظاہر ہے جو حجر اسود کو اپنی جگہ سے علیحدہ کر کے لے گے اتھا 23ہزار دینار تاوان لے کر خلیفہ مطیع اللہ عباسی کو واپس دیا اور اپنی جگہ دوبارہ نصب ہوا جو آج تک قائم ہے۔
6: قرامطہ یمن: 3 صدی ہجری کے خاتمہ پر صنعا میں علی بن فضل یمنی نے مذہب اسماعیلیہ کی بنیاد ڈالی اس نے شراب حلال اور بیٹیوں سے نکاح جائز کر دیا، یمن میں قرامطہ کے نام سے یہ فرقہ مشہور ہوا[51]

خلاصہ

حاصل بحث یہ ہے کہ اسلامی سلطنت کے کمزور ہوتے ہی جن مذہبی اور فرقہ وارانہ تحریکوں نے اپنے سیاسی اور معاشرتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے پر تشدد انداز اختیار کر کے سر اُٹھایا ان میں فرقہ قرامطہ سر فہرست ہے۔ قرامطہ کے سربراہ نے اپنے آپ کو امام مہدی کا جانشین اور خلیفہ قرار دیتے ہوئے لوگوں کو اپنی تقلید پر مجبور کیا۔ جب اس فرقے نے قوت حاصل کر لی تو اپنے عقائد ظاہری اور باطنی کا کھلم کھلا پرچار کیا اور اپنے مخالفین کا عقیدے اور مذہب کے نام پر نہ صرف قتل عام کیا بلکہ جہاں ان کو موقع ملا وہاں انہوں نے خود مختیار حکومتیں بھی قائم کیں۔ جن میں مصر، شام، یمن، بحرین اور ملتان کی حکومتیں زیادہ مشہور ہوئیں۔ اسلامی دنیا میں قرامطی تحریک اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ متشدد ثابت ہوئی۔ قرامطہ نے اپنے اقتدار کی خاطر مصر سے لیکر ملتان تک خون کی وہ ہولی کھیلی کہ خون کی ندیاں بہا دیں۔ انہوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے سلسلے میں کوئی روا نہ رکھی۔ اپنے عقائد کے برعکس لوگوں کو جن میں بچے، بوڑھے، عورتیں، کمزور ضعیف اور ناتواں لوگ شامل تھے قرامطہ کے

ظلم و جبر کا نشانہ بن گئے، حجاج کرام، مسافر اور عام لوگ خانہ میں بھی ان سے محفوظ نہ رہے۔ کعبہ اور حجر اسود بھی بے حرمتی سے نہ بچ سکا۔ عباسی خلیفہ ابو العباس معتضد باللہ نے کئی جنگیں لڑ کر آخر انکی کمر توڑ دی۔ برصغیر میں سندھ کی فتح کے کچھ عرصے بعد یہاں قرامطہ نے اقتدار حاصل کر لیا تو وہ ملتان تک پھیل گئے۔ قرامطہ کو یہاں ملاحدہ بھی کہا جاتا تھا اور انہوں یہاں پر بھی مخالف عقائد کے لوگوں کا قتل عام کیا اور غزنی کے ایک عالم دین کو بھی قتل کیا۔ ملتان کا قرامطی حاکم ابو الفتح داؤد محمود غزنوی کے مقابل صف آرا ہوا تو محمود کو اس علاقے کا رُخ کرنا پڑا۔ آخر کار محمود نے ملتان فتح کر کے اسے گرفتار کر لیا اور اسطرح ملتان اور اس کے گرد و نواح میں محمود غزنوی نے قرامطہ کا خاتمہ کر دیا بعد میں دوبارہ سر اٹھانے کی کوشش کی تو محمد غوری کے دور میں ان کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا اور یہ فتنہ پھر کبھی ابھرنے کے قابل نہ ہوا۔ یوں ملت اسلامیہ کو صدیوں قائم رہنے والے اس فتنے سے نجات ملی جس میں لاکھوں معصوم مسلمانوں کا ناحق خون بہتا رہا۔

حوالہ جات

[1] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، تاریخ ابن کثیر، اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ، مترجم مولانا محمد اصغر مغل، دارالاشاعت، کراچی، 2008ء، ص188

[2] السیوطی، علامہ جلال الدین، تاریخ الخلفا، مترجم شبیر احمد انصاری، مکتبہ خلیل یوسف، اردو بازار لاہور، 2008ء، ص21

[3] ڈاکٹر زاہد علی، تاریخ فاطمیین مصر، نفیس اکیڈمی کراچی، 1963، ص141

[4] ابن خلدون، علامہ عبد الرحمن، مترجم، حکیم احمد حسن عثمانی، نفیس اکیڈمی کراچی، 1966ء، ج4، ص84

[5] بحوالہ بالا، ڈاکٹر زاہد علی، تاریخ فاطمیین مصر، ص214

[6] ایضا، ص144-145

[7] ایضا، ص147

[8] نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ خان، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی، کراچی، ج2، ص517

[9] بحوالہ بالا، ڈاکٹر زاہد علی، ص148

[10] ایضا، ص149-151

[11] ایضاص157،155،153

[12] پروفیسر عبد اللہ، تاریخ اسلام، لاہور، 1996ء، ص286

[13] الغزالی، ابو حامد محمد، فضائع الباطنیہ، قاہرہ، 1924ء، ص12

[14] بحوالہ بالا، تاریخ ابن کثیر، ص95

[15] الغزالی، ابو حامد محمد، فضائع الباطنیہ، قاہرہ، 1924ء، ص12

[16] بحوالہ بالا، تاریخ الخلفاء، ص405

[17] ایضا، ص417،411،409

[18] بحوالہ بالا، تاریخ ابن کثیر، ص114

[19] ایضا، ص118

[20] ایضا، ص129

[21] ایضا، ص133

[22] ایضا، ص176

[23] بحوالہ بالا، تاریخ الخلفاء، ص420

[24] بحوالہ بالا، تاریخ ابن کثیر، ص188

[25] بحوالہ بالا، تاریخ الخلفاء، ص430،418

[26] بحوالہ بالا، تاریخ ابن کثیر، ص245

[27] بحوالہ بالا، تاریخ الخلفاء، ص440

[28] خواجہ نظام الملک، سیاست نامہ، وزارت فرہنگ، ایران، 1940ء، ص268،260

[29] عباداللہ اختر، مشاہیر اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1958ء، ص134

[30] قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، مترجم خواجہ عبدالحئی، لاہور، 1976ء، ص122

[31] بحوالہ بالا، عباداللہ اختر، مشاہیر اسلام، ص137

[32] البیرونی، ابوریحان، کتاب الہند، مترجم سید اصغر علی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ، لاہور، ص126

[33] مخدوم سید روشن شاہ، تذکرۃ الملتان، مترجم ڈاکٹر محمد بشیر انور، سرائیکی ریسرچ سنٹر BZU ، ملتان، 2004ء، ص 23

[34] عتبی، ابونصر محمد بن محمد الجبار، تاریخ یمینی، لاہور، 1878ء، ص 211

[35] البیرونی، ابوریحان محمد بن احمد، کتاب الہند، مترجم سید اصغر علی جعفری، اردوبازار، لاہور، 2005ء، ص126

[36] شیخ اکرام، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1979ء، ص58

[37] اعجاز الحق قدوسی، تاریخ سندھ، ردوسائنس بورڈ، لاہور، 1990، ص276

[38] M.Nazim,The Life & Time of Sultan Mahmood of Ghazna, New elhi,1971, P.71

[39] نظامی، عبدالکریم، تاریخ سومرہ سندھ، کراچی، 1962ء، ص170

[40] پروفیسر محمد حبیب، سلطان محمود غزنوی، مترجم سید جمیل حسین علیگ، تخلیقات، لاہور، 1998ء، ص10-11

[41] قدوسی، اعجاز الحق، تاریخ سندھ، ج سوم، اردوسائنس بورڈ، لاہور، ص269

[42] ابن خلدون۔ج6، ص188

[43] سید محمد لطیف، ملتان کی ابتدائی تاریخ، مترجم ریحان اقبال، سرائیکی ریسرچ BZU ، ملتان، 2006، ص20

[44] سید محمد اولاد علی گیلانی، مرقع ملتان، جاذب پبلشرز، لاہور، 1995ء، ص104

[45] سید محمد لطیف، ابتدائی تاریخ ملتان، بہاوالدین ذکریایونیورسٹی، ملتان، 2006ء، ص20

[46] M.S.Elphinstone.History of India , London, 1889, P.330

[47] بحوالہ بالا، مرقع ملتان، ص161

[48] M. Hanif Mirza, Multan PAST & PRESENT, Islam Abad, 1988, p 31

[49] بحوالہ بالا، پروفیسر محمد حبیب، سلطان محمود غزنوی، ص31

[50] بحوالہ بالا، مرقع ملتان، ص106

[51] خواجہ نظام الملک، سیاست نامہ، باب چھیالیس، وزارت فرہنگ، ایران، 1940ء، ص 261